بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایصالِ ثواب

از قلم
محمد سعید احمد اسعد

ناشر
سُنی اتحاد

مرکزی دفتر
جامعہ امینیہ رضویہ

شیخ کالونی فیصل آباد فون: 041-658646

نام کتاب ——— ایصال ثواب مع روئیداد مناظرہ

مصنف ——— محمد سعید احمد اسعد

تعداد ——— 1100

ناشر ——— مرکزی دفتر سنّی اتحاد

کمپوزنگ ——— السعید کمپیوٹرز امین پور بازار

ملنے کا پتہ

جامعہ امینیہ رضویہ

شیخ کالونی فیصل آباد

فون: 041-658646

السعید کمپیوٹرز امین پور بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمَاتِ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَنُوْرِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام!

مسئلہ ''ایصال ثواب'' بھی آجکل چند متشدد حضرات نے متنازعہ بنادیا ہے۔ آئے دن مجالس ایصال ثواب پر بدعت کے فتوے جاری ہوتے رہتے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس مسئلہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کردیا جائے تاکہ مسلمان صراط مستقیم پر ہی قائم رہیں اور گمراہی سے بچیں وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

خادم:۔ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی

جھنگ روڈ فیصل آباد

عبادت کی تین قسمیں ہیں

(۱) بدنی (۲) مالی (۳) مرکب

بدنی عبادت: وہ ہے جس میں بدن مشقت برداشت کرے۔ جیسے دعاء، تلاوت قرآن حکیم، نماز، روزہ وغیرہ۔

مالی عبادت: وہ ہے جس میں مال خرچ ہو جیسے صدقہ، خیرات وغیرہ۔

مرکب عبادت: وہ ہے جس میں بدن بھی مشقت برداشت کرے اور مال بھی خرچ ہو جیسے حج وعمرہ۔

ہر طرح کی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ اب ہم ترتیب وار قرآن وسنت سے اس کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

نمبر۱:۔ بدنی عبادت

دعاء بدنی عبادت ہے۔ خداوند قدوس ان مسلمانوں کی تحسین فرماتا ہے جو فوت شدہ مسلمانوں کیلئے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ ارشاد ربّ العلمین ہے:

آیت نمبر۱:۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ "۔ (پ۲۸ الحشر ۱۰)

ترجمہ:۔ (اور اس مال میں ان کا بھی حق ہے) جو ان (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور اہل ایمان کے لئے ہمارے دلوں میں بغض نہ پیدا کر۔ اے ہمارے رب بے شک تو رؤف رحیم ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مال فئی کا حق داران مسلمانوں کو بھی ٹھہرایا ہے جو اپنے لئے اور اپنے سے پہلے فوت شدہ مومن بھائیوں کیلئے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

سید امیر علی صاحب لکھتے ہیں:

شاید نکتہ یہ ہے کہ جب تو ان کے لئے استغفار کرے گا تو ان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ تیرے گناہ بخشے گا۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن ص ۲۸/۱۱۳)

غور فرمایئے!

اگر فوت شدہ لوگوں کے لئے دعاء مغفرت بیکار یا گناہ ہوتی اور فوت شدہ

مسلمانوں کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو خداوند قدوس کبھی دعاء مغفرت کرنے والوں کو مال فیٔ کا حقدار نہ ٹھہراتا اور ان کی تحسین نہ فرماتا۔

آیت نمبر ۲:۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا۔ (پ۲۹ نوح ۲۸)

ترجمہ:۔ میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا۔ اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو اور کفار کی کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔ بجز ہلاکت وبربادی کے۔

سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، ان لوگوں کے لئے جو ان کے گھر میں حالت ایمان کے ساتھ داخل ہوئے اور قیامت تک آنے والے تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت کی دعاء فرمائی۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

دُعَاءٌ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَذَالِكَ یَعُمُّ الْاَحْیَاءَ

مِنۡهُمۡ وَالۡاَمۡوَات (تفسیر ابن کثیر ص ۴/۴۲۸)

ترجمہ:۔ تمام مومن مردوں۔اور عورتوں کیلئے دعاء ہے اور یہ دعاء زندوں اور مُردوں سب کو شامل ہے۔

اگر حضرت نوح علیہ السلام کا عقیدہ یہ ہوتا کہ زندوں کی دعاء سے مرنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تو وہ یہ دعاء ہر گز نہ مانگتے۔

آیت نمبر۳:۔

حضرت سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دعاء مانگی۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابِ

(پ ۱۳۔ ابراھیم ۴۱)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو گا۔

معلوم ہوا کہ: ابراھیم علیہ السلام کا بھی ایمان تھا کہ زندوں کی دعاء سے ایمان والوں کو نفع ہوتا ہے۔ وگرنہ وہ کبھی مومنین کے لئے دعاء مغفرت نہ فرماتے۔

آیت نمبر۴:۔ مومنوں کیلئے فرشتوں کی دعاء مغفرت:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پ ۲۵۔الشوریٰ ۵)

ترجمہ:۔ اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں۔سن لو۔بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی زمین والوں کیلئے بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔اگر دعاء مغفرت کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کے مقدس فرشتے ہرگز دعاء نہ کرتے۔

یاد رہے کہ فرشتوں کے متعلق ارشاد ہے:

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ؕ یہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ فوت شدگان کے لئے دعاء مغفرت صرف ہم ہی نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۵:۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ (پ ۲۴، المؤمن ۷)

ترجمہ:۔ وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

آیت نمبر۶:۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ؕ
(پ۱۵، بنی اسرائیل ۲۴)

ترجمہ:۔ اور عرض کرو! اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے (بڑی محبت و پیار سے) مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔

اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس بندے کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے والدین کے لئے دعاء رحمت و مغفرت کرتا رہ۔
معلوم ہوا: دعاء مغفرت و رحمت کرنے والے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور منع کرنے والے تکذیب۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر۱:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ و سلم قَالَ مَامِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّىْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً

كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ بِهٖ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مسلم شریف ص ۱/۳۰۸)

ترجمہ:۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میت پر ۱۰۰ مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر اس کی شفاعت کریں (یعنی اللہ سے اس کی مغفرت کی دعاء کریں) تو ان کی شفاعت ضرور قبول ہو گی (یعنی اس کی مغفرت ہو جائے گی) راوی حدیث (حضرت عبد اللہ بن یزید) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شعیب بن حجباب سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی حدیث پاک بیان فرمائی تھی۔

حدیث نمبر ۲:۔

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ مَاتَ ابْنٌ لَهٗ بِقَدِيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ اُنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ

اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمْ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئاً اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ

(مسلم شریف ج ا ص ۳۰۸)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے ایک فرزند کا مقام قدید یا عسفان میں انتقال ہو گیا۔ تو انہوں نے فرمایا اے کریب دیکھو (نماز جنازہ کیلئے) کتنے آدمی جمع ہو گئے ہیں۔ کریب کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو باہر کافی لوگ جمع تھے میں نے حضرت ابن عباس کو خبر دی تو انہوں نے فرمایا تیرے اندازے کے مطابق چالیس ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں! تو فرمانے لگے۔ جنازہ نکالو اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس مسلمان کے جنازے میں چالیس ایسے حضرات شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت مسلمان میت کے حق میں ضرور قبول فرماتا ہے (یعنی ان کی دعاء مغفرت سے میت کی بخشش ہو جاتی ہے)

حدیث نمبر۳:۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم "مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ" قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ" اِذَا اِسْتَقَلَّ اَهْلُ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ (ابوداؤد شریف ص۲۰۲۔ج۳ طبع مکہ مکرمہ)

ترجمہ:۔ حضرت مالک بن ھبیرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان میت پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھ دیں تو میت کیلئے (جنت) واجب ہوجاتی ہے۔

راوی حدیث مرثد فرماتے ہیں کہ مالک بن ھبیرۃ جب جنازہ کے شرکاء کی تعداد کم جانتے تو اسی حدیث کی رو سے اہل جنازہ کو تین صفوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

ہم نے آپ کے سامنے تین صحیح حدیثیں پیش کی ہیں جن سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ زندہ مسلمانوں کی دعاء مغفرت اور جنازہ پڑھنے کی وجہ سے مرنے والے مسلمان کو بے انتہا فائدہ پہنچا کہ اس کی

بخشش ہوگئی اور وہ جنت کا حقدار بن گیا۔

جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ زندوں کی دعاء سے مرنے والوں کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ان کو چاہئے کہ وہ وصیت کر جائیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہمارا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ اس جنازہ اور دعاء مغفرت کا مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔

ان تین احادیث مبارکہ سے دو فائدے اور بھی حاصل ہوئے۔

نمبرا۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ۱۰۰ آدمیوں کے جنازہ پڑھنے پر بخشش کی نوید سنائی۔ پھر قلب اطہر میں آیا ہوگا کہ میرے کئی امتی ایسے بھی ہونگے جن کے جنازہ میں ۱۰۰ مومن شریک نہیں ہوسکیں گے۔ وہ کیا کریں گے تو دریائے رحمت جوش میں آیا اور چالیس مومنوں کے جنازہ میں شرکت پر بخشش و رحمت الٰہی کی بشارت سنادی۔ پھر دل اقدس میں خیال آیا ہوگا کہ جن غلاموں کے جنازہ میں چالیس مومن بھی شریک نہ ہو پائیں گے ان کا کیا بنے گا تو دریائے رحمت جوش میں آیا اور جنازہ کے شرکاء کی تین صفیں بن جانے پر جنت واجب ہونے کا مژدہ مل گیا۔

نمبر۲۔ بعض جدت پسند حضرات کا دعویٰ ہے کہ صرف بیٹے کی دعاء ہی

سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے دوسروں کی دعاء سے ہرگز فائدہ نہیں پہنچتا لیکن یہ تینوں احادیث مبارکہ ان کے اس دعویٰ کی پرزور نفی کرتے ہوئے ہر مومن کی دعاء سے میت کو ثواب، فائدہ پہنچنے کا اثبات کر رہی ہیں۔

حدیث نمبر ۴:۔

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِیْ اَلْاَوْسَطِ بِسَنَدٍ رَوَاهُ عَنْ اَنَسٍ مَّرْفُوْعًا اُمَّتِیْ اُمَّةٌ "مَرْحُوْمَةٌ" تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَا ذُنُوْبَ عَلَيْهَا تَمَحَّصَ عَنْهَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا

(شرح الصدور للامام جلال الدین السیوطی۔ص ۱۲۸)

ترجمہ:۔ امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت پر اللہ کی بڑی رحمتیں ہیں کہ میری امت کے کچھ افراد اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہونگے لیکن جب قبروں سے نکلیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔اور گناہوں کی یہ تاریکی (زندہ) مومنوں کی ان کے لئے بخشش کی دعاؤں کی وجہ سے چھٹ جاتی ہے۔

حدیث نمبر۵۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلّم مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ اَخٍ أَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهٗ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ۔وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِیَّةَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(شعب الایمان للبیہقی ص ۷/۱۶۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

ترجمہ:۔ حضرت مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے۔ وہ باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعاء پہنچنے کی منتظر رہتی ہے۔ پھر جب میت کو یہ دعاء پہنچتی ہے تو یہ اس کو ساری دنیا اور پوری دنیا کے سارے ساز وسامان سے بھی پیاری ہوتی ہے۔ اور بے شک اللہ رب العالمین زمین والوں کی دعاء سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور زندوں کا

مُردوں کیلئے تحفہ ان کیلئے دعاء مغفرت ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اس حدیث سے ایک فائدہ استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح اموات کو خبر بھی ہوتی ہے کہ کس شخص نے یہ ثواب پہنچایا ہے۔

فِی الْبَیْھَقِی مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثُ فَیَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

اس حدیث سے منتظر ہونا میت کا واسطے دعا اپنے باپ، ماں، بھائی و دوست کے ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اگر ثواب پہنچادیں گے تو ضرور اس کو شعور ہونا چاہیے ورنہ اس کا انتظار منقطع نہ ہوگا اور اخبار و آثار بزرگان سے یہ امر حد تواتر کو پہنچا ہے۔" (امداد الفتاویٰ، ص ۵/۳۸۹)

حدیث نمبر ۶۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۔

(مشکوۃ شریف ص ۲۰۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰/۳۹۷، واللفظ للاول)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جنت (قبر بھی مومن کیلئے جنت ہوتی ہے) میں نیک بندے کے درجہ کو بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے رب العالمین میرا درجہ کیسے بلند ہوگیا؟ اللہ ارشاد فرماتا ہے تیرے لڑکے کے تیرے لئے دعاء مغفرت کرنے کی وجہ سے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ: وَلَمْ يُخْرِجْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَلٰكِنْ لَهٗ شَاهِدٌ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلى الله عليه وسلّم اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ ۔ (النہایۃ فی الفتن والملاحم۔ص ۴۰۷)

ترجمہ:۔ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے اگر چہ اس حدیث کی تخریج اصحاب ستہ نے نہیں فرمائی۔ لیکن اس حدیث کا ایک شاہد صحیح مسلم

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے موجود ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے علاوہ باقی سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور وہ تین عمل یہ ہیں ۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں (۳) نیک بچہ جو اس کیلئے دعاء کرے۔

مشہور غیر مقلد مولوی سید احمد حسن صاحب اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: وَالْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اِیْصَالِ ثَوَابِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ (تَنْقِیْحُ الرُّوَاۃُ فِیْ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِ الْمِشْکوٰۃِ۔)

(ص ۸۴، الربع الثانی)

ترجمہ:۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مُردوں کو زندوں کی طرف سے ثواب پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر ۷:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّی اللہ علیہ وسلم اِلٰی سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ فَلَمَّا صَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللہ علیہ وسلم وَوُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰہ علیہ وسلّم فَسَبَّحْنَا طَوِیْلاً ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرْنَا فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ فَقَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ عزوجلّ عَنْہُ ۔

(مسند احمد ص ۳/۳۶۰۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۶)

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں گئے ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھنی شروع فرمائی تو ہم نے بھی کافی دیر تک تسبیح (سبحان اللہ) پڑھی ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر (اللہ اکبر) کہنی شروع کی تو ہم نے بھی کہنی شروع کی ۔ پھر عرض کیا آقا آج آپ نے پہلے تسبیح اور پھر تکبیر کیوں کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی تو (ہمارے پڑھنے سے) اللہ نے اس نیک بندے پر فراخی فرمادی ۔

معلوم ہوا......

۱۔ اللہ کا پاک نام لینے، قبر پر تسبیح و تکبیر کہنے سے مُردے کی قبر فراخ ہو جاتی ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبور کے اندر کے حالات بھی جانتے ہیں

حدیث نمبر ۸:

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤس عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلّم بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوْا لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا۔ (بخاری شریف ص ۱/۱۸۲)

ترجمہ:۔ حضرت مجاہد طاؤس سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچا کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک سبز ٹہنی لی اس کو بیچ میں سے چیر کر اس کے دو حصے کر دیئے اور ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں سرسبز رہیں گی ان کا عذاب ہلکا رہے گا۔

معلوم ہوا......

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبور کے اندرونی حالات کو بھی جانتے ہیں

۲۔ ذکر الٰہی سے عذاب قبر میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ درخت جب ہرے رہتے ہیں خداوند قدوس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذَا غَرْسُ الْاَشْجَارِ وَقِرَاۃُ الْقُرْآنِ وَاِذَا خُفِّفَ عَنْهُمْ بِالْاَشْجَارِ فَكَيْفَ بِقِرَاۃِ الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ الْقُرْآنَ؟

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الاخرۃ ص ۱/۹۶)

ترجمہ:۔ اسی حدیث سے قبروں پر درخت لگانا اور قرآن حکیم پڑھنا ثابت ہوا۔ جب درختوں کی وجہ سے عذاب قبر میں تخفیف ہو سکتی

ہے تو مومن کے قرآن حکیم پڑھنے سے کیسے تخفیف نہ ہوگی۔

حدیث نمبر۹:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّیْنَ فَاِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا اِلٰی جَنْبِکُمْ قَرْیَةٌ یُقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ یَضْمَنُ لِیْ مِنْکُمْ اَنْ یُّصَلِّیَ لِیْ فِیْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَکْعَتَیْنِ اَوْاَرْبَعاً وَیَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ۔ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰه علیه وسلّم یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مِنْ مَّسْجِدِ الْعَشَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شُهَدَاءَ لَا یَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَیْرُهُمْ (ابوداؤد شریف ص ۲/۲۳۶)

ترجمہ:۔ محمد بن مثنیٰ ، ابراھیم بن صالح بن درھم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے تو ایک شخص (حضرت ابو ہریرۃ) ملے اور ہم سے کہنے لگے کہ تمہاری طرف ایک بستی ہے جس کا نام ابلۃ ہے ہم نے کہا ہاں۔ تو وہ ہم سے فرمانے لگے تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں دو یا چار رکعت ادا کرے اور کہے کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرۃ کیلئے ہے۔ میں نے

اپنے جانی دوست حضرت سیدنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بے شک مسجد عشار سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شہیدوں کو اٹھائے گا کہ سوائے شہداء بدر کے اور کوئی ان کا ہمسر نہ ہوگا۔

معلوم ہوا.........

ا۔ عبادات بدنیہ کا ثواب جس طرح مُردوں کو پہنچتا ہے اسی طرح زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

مشہور دیوبندی عالم خلیل احمد سہارنپوری اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِی الْحَدِیْثِ دَلَالَةً" اَنَّ الطَّاعَاتِ الْبَدَنِیَّةَ تُوْصَلُ اِلَی الْغَیْرِ اَجْرُھَا وَاَنَّ مَاٰثِرَالْاَوْلِیَاءِ وَالْمُقَرَّبِیْنَ تُزَارُ وَ تُبَرَّكُ بِھَا (بذل المجھود، ص ۶/۱۰۹)

ترجمہ :۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے اور بے شک اولیاء اللہ اور مقربین کے ماثر کی زیارت بھی کی جاتی ہے اور وہاں سے برکت بھی حاصل جاتی ہے

مشہور غیر مقلد محدث شمس الحق عظیم آبادی صاحب اسی حدیث

کی شرح میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْقَارِی وَقَالَ عُلَمائُنَا الْاَصْلُ فِی الْحَجّ عَنِ الْغَیرِ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیرِہٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْیاءِ حَجّاً اَوْ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیرَہَا کَتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَالْاَذْکَارِ فَاِذَا فَعَلَ شَیئًا مِنْ ھٰذَا وَجَعَلَ ثَوَابَہٗ لِغَیرِہٖ جَازَ وَیَصِلُ اِلَیہِ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ۔ (عون المعبود شرح سنن ابوداؤد۔ص ۴/۱۹۰)

ترجمہ:۔ امام ملا علی قاری نے کہا کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ کسی کی طرف سے حج کرنے میں اصل یہ ہے کہ انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی زندہ یا مردہ کو بخش دے۔ خواہ وہ عمل حج ہو یا نماز، روزہ ہو یا صدقہ یا اس کے علاوہ مثلاً تلاوت قرآن حکیم اور دیگر ذکر اذکار۔ جب کسی شخص نے ان میں سے کوئی عمل ادا کیا اور اس کا ثواب کسی کو بھیجا تو یہ جائز ہے اور اہل سنت کے نزدیک اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰:

قَدْ خَرَّجَ السَّلَفِیُّ مِنْ حَدِیثِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِی اللّٰہ عنہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلّی اللهُ علیه وسلّم "مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" اِحْدٰی عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أُجْرَهُ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ " (تفہیم القرآن۔ص ۵/۲۱۶، التذکرۃ للامام قرطبی ص ۱/۹۷، شرح الصدور للسیوطی ص ۱۳۰)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی قبرستان کے قریب سے گذرے اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ مُردوں کی تعداد کے برابر اجروثواب پڑھنے والے کو عطا فرماتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱:

وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلّی اللهُ علیه وسلّم مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ...... فَاِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِیِّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ كَتَبَ اللّٰهُ بَرَاءَةً لِلصَّبِیِّ وَبَرَاءَةً لِلْمُعَلِّمِ وَبَرَاءَةً لِاَبَوَیْهِ مِنَ النَّارِ۔ ذَكَرَهُ الثَّعْلَبِیُّ ۔ (التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الاخرہ للقرطبی۔ص ۱/۹۷)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب استاد بچے سے کہتا ہے پڑھ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالیٰ، بچے کیلئے استاد کیلئے اور بچہ کے والدین کیلئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

امام قرطبی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اَصُلُ ھٰذَا الْبَابِ الصَّدَقَةُ الَّتِیُ لَا اِخُتِلَافَ فِیُھَا فَکَمَا یَصِلُ لِلْمَیِّتِ ثَوَابُھَا فَکَذٰلِکَ تَصِلُ قِرَاَةُ الْقُرْآنِ وَالدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ اِذُ کُلُّ ذٰلِکَ صَدَقَة" فَاِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تُخُتَصُّ بِالْمَالِ۔

قَالَ علیه السَّلَامُ: سُئِلَ عَنُ قَصُرِ الصَّلَاةِ فِیُ حَالَةِ السَّفَرِ وَ حَالَةِ الْاَمُنِ فَقَالَ صَدَقَة" تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَیُکُمُ فَاقُبَلُوُا صَدَقَتَهٗ

وَقَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ: یُصُبِحُ عَلیٰ کُلِّ سُلَامٰی مِنُ اَحَدِکُمُ صَدَقَة" فَاِنَّ کُلَّ تَسُبِیُحَةٍ صَدَقَة" وَکُلَّ تَهُلِیُلَةٍ صَدَقَة" وَکُلَّ تَکُبِیُرَةٍ صَدَقَة" وَکُلَّ تَحُمِیُدَةٍ صَدَقَة" وَاَمُر" بِالْمَعُرُوُفِ صَدَقَة" وَنَهُی" عَنِ الْمُنُکَرِ صَدَقَة" وَیُجُزِیُ عَنُ ذٰلِکَ رَکُعَتَانِ یَرُکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی۔

وَلِهٰذَا اِسُتَحَبَّ الْعُلَمَاءُ زِیَارَةَ الْقُبُوُرِ لِاَنَّ الْقِرَاَةَ تُحُفَةُ

اُلْمَیِّتِ مِنْ زَائِرِہٖ ۔ (التذکرہ فی احوال الموتی وامور الاخر۔ص ۹۷/۱)

ترجمہ:۔ میت کی طرف سے اگر کوئی چیز صدقہ کی جائے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

دعا، استغفار، قرآن خوانی وغیرہ کی اصل بھی صدقہ ہی ہے۔تو جس طرح صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اسی طرح ان چیزوں (دعا، استغفار، قرآن خوانی) کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔اس لئے کہ صدقہ صرف مال سے مختص نہیں ہے بلکہ ان میں ہر ایک چیز صدقہ ہے۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی نے حالت سفر اور حالت امن میں قصر نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ تو صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ پس اللہ کے صدقہ کو قبول کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ہر ہر جوڑ پر صبح کے وقت صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ ہر تسبیح (سبحان اللہ پڑھنا) صدقہ ہے، ہر تہلیل (کلمہ طیبہ پڑھنا) صدقہ ہے۔ ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے۔ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا، ترغیب دینا بھی صدقہ

ہے۔ اور بری بات سے کسی کو منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ چاشت کی دو رکعت ان سب کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے۔

تنبیہ

بعض حضرات میت کو مالی عبادت کے ثواب کے پہنچنے کے تو قائل ہیں لیکن قرآن خوانی کے ثواب کے پہنچنے کے منکر ہیں۔ ان کو امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا دلیل پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

اس مسئلہ میں امام سیوطی اور علامہ عینی کا دعویٰ اجماع

بِاَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ مَازَالُوْا فِىْ كُلِّ عَصْرٍ يَجْتَمِعُوْنَ وَ يَقْرَءُوْنَ۔ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ فَكَانَ ذٰلِكَ اِجْمَاعًا

(شرح الصدور، ص ۱۳۰)

ترجمہ:۔ ہمیشہ سے ہر زمانہ میں مسلمان جمع ہو کر اپنی اموات کیلئے قرآن خوانی کرتے رہے ہیں اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ تو یہ اجماع ہو گیا۔

امام سیوطی کا مقام

دار العلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث مولانا انور شاہ صاحب

کشمیری کہتے ہیں:

اِنَّہٗ رَآہُ صَلی اللّٰہ علیہ وسلّم اِثْنَیْنِ وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً وَ سَئَلَہٗ عَنْ اَحَادِیْثَ ثُمَّ صَحَّحَھَا بَعْدَ تَصْحِیْحِہٖ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری۔ص ۱/۲۰۴)

ترجمہ:۔ بے شک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بائیس (۲۲) مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے احادیث مبارکہ کی تصحیح کی ہے۔

شارح بخاری امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ یَجْتَمِعُوْنَ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ وَزَمَانٍ وَیَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَیُھْدُوْنَ ثَوَابَہٗ لِمَوْتَاھُمْ وَعَلٰی ھذا اَھْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّیَانَۃِ مِنْ کُلِّ مَذْھَبٍ مِنَ الْمَالِکِیَّۃِ وَالشَّافِعِیَّۃِ وَغَیْرِھِمْ وَلَا یُنْکِرُ ذالِکَ مُنْکِرٌ" فَکَانَ اِجْمَاعًا۔

(عینی شرح ہدایہ المجلد الاول۔ الجزء الثانی۔ص ۱۶۱۲ کتاب الحج)

ترجمہ:۔ بے شک ہر زمانہ میں مسلمان جمع ہو کر قرآن خوانی

کرتے رہے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مردوں کو ہدیہ کرتے رہے ہیں اور ہر مذہب یعنی مالکیہ، شافعیہ وغیرہ کے اہل صلاح و دیانت کا یہی طریقہ ہے۔ اور اس طریقہ کا منکر کوئی بھی نہیں ہے۔ اس طرح اس مسئلہ میں بھی اجماع ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر۱۲:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِيْنَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَيْلَةً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلِاُمِّيْ وَلِمَنْ اِسْتَغْفَرَلَهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ" فَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى نَدْخُلَ فِيْ دَعْوَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

(الادب المفرد للامام بخاری۔ ص ۹۔ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ جلیل القدر تابعی امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ نے دعا مانگی اے اللہ! ابو ہریرہ اور اسکی ماں کی بخشش فرما۔ پروردگار اس کی بھی بخشش فرما جوان دونوں (یعنی حضرت ابو ہریرہ اور ان کی والدہ) کی بخشش کی دعا مانگے۔

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ اب ہم ان دونوں کی بخشش کی

بھی دعاء مانگتے رہتے ہیں تا کہ ہم بھی حضرت ابو ہریرہ کی دعاء میں داخل ہو جائیں (یعنی ہماری بھی بخشش ہو جائے)

معلوم ہوا......

۱۔ حضرت ابو ہریرہ بھی دوسروں کی بخشش کی دعائیں مانگا کرتے تھے

۲۔ مشہور تابعی امام محمد بن سیرین کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ کی دعا سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِیْنَا رٍ قال قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیه وسلّم اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ عَنْهُمَا مَعَ صِیَامِكَ وَاَنْ تَتَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ۔ (شرح الصدور۔ ص ۱۲۹، عینی شرح ہدایہ۔ ص ۱/۱۶۱۱)

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہ نے حجاج بن دینار سے حدیث پاک بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکی پر نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ والدین کیلئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی

طرف سے بھی روزے رکھے اور اپنے صدقہ کے ساتھ والدین کی طرف سے بھی صدقہ کرے۔

معلوم ہوا......

کہ اگر کسی نے والدین کی طرف سے نوافل ادا کئے، روزہ رکھا یا صدقہ کیا تو ان سب چیزوں کا والدین کو ثواب پہنچے گا۔

تنبیہہ

والدین کی طرف سے اگر نفلی روزے رکھے جائیں تو ان کا ثواب اللہ کی رحمت سے ان کو پہنچے گا لیکن اگر والدین کے ذمہ روزے بقایا ہوں تو ان کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جائے گا۔ جن احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "میت کے ذمہ روزے ہوں تو ولی ان روزوں کو رکھے" یہ احادیث یا ضعیف ہیں یا منسوخ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی۔ ص ۳/۱۳۹)

حدیث نمبر ۱۴:

ثُمَّ يُكْسٰى اَبَوَاهُ اِنْ كَانَا مُسْلِمَيْنِ حُلَّةً خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا فَيَقُوْلَانِ اَنّٰى لَنَا هٰذَا وَمَا بَلَغَتْهُ اَعْمَالُنَا فَيُقَالُ اِنَّ وَلَدَ كَمَا كَانَ

يَقرَأ القُرآنَ ۔ (شعب الایمان بیھقی ۔ص ۳۴۶/ ۲)

ترجمہ:۔ پھر اس (قاری قرآن) کے والدین کو اگر وہ مسلمان ہوں تو ایک ایسا حلہ پہنایا جائے گا جو دنیا اور مافیھا سے بہتر ہوگا۔ وہ دونوں عرض کریں گے پروردگار ہمارے اعمال تو اس درجہ تک نہیں پہنچے پھر یہ حلہ ہمیں کیسے مل گیا۔ تو انہیں جواب ملے گا تمہارا بیٹا قرآن پڑھا کرتا تھا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ عبادات بدنیہ کا ثواب اللہ کی رحمت سے اموات کو پہنچتا ہے۔

عبادات مالیہ

اب ہم ان احادیث مبارکہ کا ذکر کریں گے جن سے یہ بات واضح ہوگی کہ عبادات مالیہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر ا:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم اِنَّ اُمِّی اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ۔

(بخاری شریف ص ۱/۱۸۶۔ مسلم شریف ص ۱/۳۲۴۔ واللفظ للبخاری)

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتی تو صدقہ کرتی۔ اگر میں اپنی ماں کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا میری ماں کو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں۔

نوٹ!

مسلم شریف کی اس حدیث شریف سے پہلے جو عنوان قائم کیا گیا ہے اسے پڑھ کر اندازہ لگایئے کہ جملہ سلف صالحین اہل سنت و جماعت تھے فرماتے ہیں:

بَابُ وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ اِلَيْهِ (مسلم شریف ص ۱/۳۲۴)

مشہور غیر مقلد علامہ وحید الزمان نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

باب۔ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (ترجمہ صحیح مسلم۔ ص ۴/۲۵۶)

مشہور محدث امام نووی نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا:

فِي هٰذا الْحَدِيْثِ اَنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا (نووی علی المسلم ۔ص ۱/۳۲۴)

ترجمہ:۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ میت کو نفع دیتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر۲:

اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْئٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ۔ (بخاری شریف ص ۱/۳۸۶)

ترجمہ:۔ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں ان کی عدم موجودگی میں فوت ہو گئیں تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا انتقال میری عدم موجودگی میں ہوا ہے اگر میں کوئی چیز ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں اس کا کچھ فائدہ ہو گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں

۔تو انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

مخراف اس باغ کا نام تھا یا مخراف کا معنی بہت میوہ دار۔

حدیث نمبر۳:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِیْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

(ابوداؤد شریف ص ۱/۲۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے تو کون سا صدقہ افضل ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔پانی۔ تو حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا اور فرمایا یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

مشہور دیوبندی محدث خلیل احمد انبیٹھوی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَھٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ ثَوَابَ الْعِبَادَاتِ الْمَالِیَۃِ یَصِلُ اِلَی الْمَوْتٰی بِاِجْمَاعِ اَھْلِ السُّنَّۃِ ۔ (بذل المجھود ص ۳/۱۵۹)

ترجمہ:۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مالی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے۔

حدیث نمبر۴:

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللہ عنھما کَانَا یُعْتِقَانِ عَنْ عَلِیٍّ بَعْدَ مَوْتِہٖ (شرح الصدور ص ۱۲۹)

ترجمہ:۔ سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ان کی موت کے بعد غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر۵:

عَنْ حَنَشٍ قال رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّی بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ ما ھذا فقال اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ (ابوداؤد شریف۔ص ۲/۲۹۔مشکوٰۃ شریف۔ص ۱۲۸)

ترجمہ:۔ حضرت حنش ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لیے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (بھی) قربانی کرتا ہوں۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا

۱۔ حسنین کریمین حضرت علی المرتضیٰ کے وصال شریف کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ یعنی اس کا ثواب حضرت علی کی خدمت میں ہدیہ کرتے تھے۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔ یعنی اس کا ثواب بارگاہ رسالت ماب میں تحفتاً بھیجا کرتے تھے۔ اگر ان چیزوں کا فائدہ گذشتہ بزرگوں کو نہ ہوتا تو یہ مقدس ہستیاں ایسا ہرگز نہ کرتیں۔

حدیث نمبر ۶:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ علیہ وَسَلَّم یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّھَھُمَا قَالَ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ

اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَ نُسُکِیْ

وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ

اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ

وَّ اُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ

وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ الدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَ اَبِیْ دَاوٗدَ

وَالتِّرْمَذِیِّ ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ

هٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ

(مشکواۃ شریف۔ص ۱۲۸)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن نبی کریم نے دو چتکبرے خصی، سینگوں والے مینڈھے ذبح فرمائے ۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو لٹایا تو پڑھا۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی

مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلوٰتِیْ

وَنُسُکِیْ وَ مَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

اے اللہ یہ قربانی تیری عطاء سے ہے اور خاص تیری ہی رضا کیلئے ہے تو اس کو محمد اور اس کی امت کی جانب سے قبول فرما۔ ساتھ نام اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ذبح فرمایا۔

احمد، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے

نیز احمد، ابوداؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دونوں مینڈھے) اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر اے اللہ یہ قربانی میری جانب سے ہے اور میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

مظاہر حق میں ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے وقت یہ الفاظ فرما کر اپنی قربانی کے ثواب میں اپنی امت کو بھی شریک فرمالیا"

(مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ص ۱/۹۵۱)

بذل المجہود شرح ابوداؤد میں ہے:

ثُمَّ الْمُشَارَكَةُ إِمَّا مَحْمُولَةٌ عَلَى الثَّوَابِ وَإِمَّا عَلَى الْحَقِيقَةِ فَيَكُونُ مِنْ خُصُوصِيَّةِ ذَالِكَ الْجَنَابِ وَالْأَظْهَرُ أَنْ يَكُونَ

اَحَدُهُمَا عَنْ ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ وَالثَّانِیْ عَنْ اُمَّتِهِ الضَّعِيْفَةِ ۔

(بذل المجهود ص ۵/۷۱)

ترجمہ:۔ پھر یہ مشارکت یا تو ثواب پر محمول ہے یا حقیقت پر۔ اگر اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایک مینڈھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور دوسرا آپ کی غریب امت کی طرف سے۔

(نوٹ) دیوبندی عالم انبیٹھوی صاحب نے مذکورہ بالا عبارت ملا علی قاری کی مرقات سے لفظ بلفظ مرقات کا حوالہ دیئے بغیر نقل کی ہے دیوبندی علماء کی شروحات میں یہ واردات جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ فتدبر دیکھئے مرقات۔ ص ۳/۳۰۹۔

حدیث نمبر ۷:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَّنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ ، وَاَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهٗ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً وَاَنَّ عَمْرًوا سَاَلَ النَّبِیَّ صلّی اللّٰه عليه وسلّم عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اَمَّا اَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ

وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهٗ ذَالِكَ۔

(الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل۔ص ۸/۱۰۰)

ترجمہ:۔ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں ۱۰۰ اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی (اس کے بیٹے) ہشام نے اپنے حصہ کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے (دوسرے بیٹے) حضرت عمرو نے اپنے حصہ کے اونٹ ذبح کرنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا تو پھر اس کی طرف سے خواہ روزہ رکھتا، خواہ صدقہ کرتا تو اس کو نفع پہنچتا۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ساعاتی لکھتے ہیں:

لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ لِغَيْرِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَسَنَدُهٗ جَيِّدٌ"۔

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد ص ۸/۱۰۰)

ترجمہ:۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ اس حدیث کی تخریج امام احمد کے علاوہ بھی کسی نے کی ہے یا نہیں لیکن اس حدیث کی سند جید ہے۔

حدیث نمبر ۸:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ ابْنَ

الْـوَائِلِ اَوْصىٰ اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَاعْتَقَ اِبْنُهٗ هِشَام" خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَـاَرَادَابُـنُـهٗ عَمر" وَاَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ اَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه علیه وسلم فَاَتَى النَّبِيَّ صَلّی اللّٰه علیه وسلم فَقَـالَ يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصىٰ بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ وَاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَـنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّهٗ لَوْكَانَ مُسْلِمًا فَاعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذَالِكَ ۔

(ابوداؤد شریف۔ص۲/۴۳۔ مشکوٰۃ شریف۔ص۲۶۶)

ترجمہ:۔ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ۱۰۰ غلام آزاد کیے جائیں تو اسکے بیٹے ہشام نے ۵۰ غلام آزاد کر دیئے۔ اس کے بیٹے حضرت عمرو بن العاص نے باقی کے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا لیکن انہوں نے طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کے بعد ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے والد نے ۱۰۰ غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور میرے بھائی ہشام نے پچاس اپنی طرف سے آزاد کر دیئے اور پچاس

باقی ہیں تو کیا میں اپنے والد کی طرف سے وہ پچاس غلام آزاد کردوں؟
آپ نے فرمایا اگر تمہارے والد اسلام وایمان کے ساتھ دنیا سے گئے
ہوتے پھر تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے، یا صدقہ کرتے یا حج
کرتے تو ان اعمال کا ثواب ان کو پہنچ جاتا

غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ" عَلى اَنَّ الصَّدَقَةَ لَاتَنْفَعُ الْكَافِرَ وَعَلى اَنَّ الْمُسْلِمَ يَنْفَعُهُ
الْعِبَادَةُ الْمَالِيَّةُ وَالْبَدَنِيَّةُ ۔ (عون المعبود شرح ابی داود ۔ص ۳/۷۸)

ترجمہ:۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ صدقہ کافر کو نفع
نہیں دیتا اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادت
کا نفع پہنچتا ہے۔

مرکب عبادت

حدیث شریف

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صلّی اللّٰہ
علیہ وسلّم فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ
اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْكَانَ عَلَى اُمِّكِ دَيْنٌ"

اَکُنتِ قَاضِیَۃً اِقْضُو اللّٰہَ فَاللّٰہُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

(بخاری شریف۔ص ۱/۲۵۰)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ جھینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس کی طرف سے حج کرو مجھے بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتی؟ اللہ کا قرض ادا کرو اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے

معلوم ہوا......

مرنے والے کو حج کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

تنبیہ

حج کو بعض فقہاء نے مرکب عبادت کی بجائے بدنی عبادت میں شمار کیا ہے

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (عینی شرح ہدایہ باب الحج عن الغیر)

ہمارے تحائف سے میت کو راحت

حدیث نمبر۱:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْھُمْ وَنَدْعُوْلَھُمْ فَھَلْ یَصِلُ ذالِکَ اِلَیْھِمْ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّہٗ لَیَصِلُ اِلَیْھِمْ وَیَفْرَحُوْنَ بِہٖ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالطَّرِیْقِ اِذَا اُھْدِیَ اِلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْ حَفْصٍ اَلْکَبِیْر

(عینی شرح ہدایہ۔ص ۱/۱۶۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔یارسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں،ان کی طرف سے حج کرتے ہیں ،ان کیلئے دعاء کرتے ہیں تو کیا ان چیزوں کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔تو سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔ان چیزوں کا ثواب ان کو یقیناً پہنچتا ہے۔جس طرح تم میں سے کسی کو ہدیہ دیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔مردے بھی اسی طرح ثواب پہنچنے پر خوش ہوتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوحفص کبیر نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲:

اَخرَجَ الطَّبرَانِیُّ فِی الاَوسَطِ عَن اَنسٍ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُولُ مَا مِن اَھلِ مَیّتٍ یَمُوتُ مِنھُم فَیَتَصَدَّقُونَ عَنہُ بَعدَ مَوتِہٖ اِلَّا اَھدَاھَا لَہٗ جِبرِیلُ عَلیٰ طَبَقٍ مِن نُورٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلیٰ شَفِیرِ القَبرِ فَیَقُولُ یَا صَاحِبَ القَبرِ العَمِیقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ" اَھدَاھَا اِلَیکَ اَھلُکَ فَاقبَلھَا فَتَدخُلُ عَلَیہِ فَیَفرَحُ بِھَاوَ یَستَبشِرُ وَیَحزَنُ جِیرَانُہُ الَّذِینَ لَا یُھدٰی اِلَیھِم شَیئٌ" (شرح الصدور۔ص ۱۲۹)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس میت کیلئے اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام اس کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر میت کی قبر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔اے گہری قبر والے تیری طرف تیرے گھر والوں نے ہدیہ بھیجا ہے اس کو قبول کر۔ پھر وہ میت ہدیہ حاصل کرنے کے بعد بہت زیادہ مسرور اور فرحاں ہوتا ہے جبکہ میت کے وہ پڑوسی جن کو کبھی تحائف نہیں پہنچتے

بڑے غمگین ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام کا طرز عمل

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہ عنھما کَانَ رَسُوْلُ اللہ صلّی اللہِ علیہ وسلّم یَحُثُّ عَلَی الدُّعَآءِ وَالصَّدَقَۃِ وَالْقُرُبِ الْمُھْدَاۃِ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَقَارِبِھِمْ وَاِخْوَانِھِمْ وَیَقُوْلُ اِنَّ ذٰلِکَ کُلَّہٗ یَنْفَعُھُمْ"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ترغیب دیتے تھے کہ اموات کو عزیز واقارب کی طرف سے دعاء صدقہ اور عبادت کا تحفہ پہنچتے رہنا چاہیے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے ہر چیز اموات کو نفع دیتی ہے۔

(کشف الغمہ از امام عبدالوہاب شعرانی ج ا ص ۱۷۴)

قَالَ طَاءُوْسُ: اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعاً فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعِمُوْا عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامَ"

امام طاؤس (جلیل القدر تابعی) فرماتے ہیں کہ مردے اپنی قبور میں سات روز تک آزمائش میں رہتے ہیں (تنہائی اور وحشت محسوس کرتے

ہیں) اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلسل سات روز تک ان اموات کی طرف سے (مستحقین کو) کھانا کھلاتے تھے"۔

(الحادی للفتاوی ج ۲ ص ۱۷۸)

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ایک ایک راوی کی ثقاہت ثابت کرنے کے بعد اس حدیث کو مرفوع مرسل قرار دیا ہے۔ (الحادی للفتاوی ج ۲ ص ۱۷۸)

امام ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں

وَهٰذَا مِنْ بَابِ قَوْلِ التَّابِعِيِّ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ وَفِيْهِ قَوْلَانِ لِاَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْاُصُوْلِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ اَيْضًا مِنْ بَابِ الْمَرْفُوْعِ وَاَنَّ مَعْنَاهُ كَانَ النَّاسُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم وَيُعْلَمُ بِهٖ وَيُقَرُّ عَلَيْهِ وَالثَّانِيْ اَنَّهٗ مِنْ بَابِ الْعَزْوِ اِلَى الصَّحَابَةِ دُوْنَ اِنْتِهَائِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم وَعَلٰى هذا قِيْلَ اِنَّهٗ اِخْبَار" عَنْ جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ فَيَكُوْنُ نَقْلًا لِلْاِجْمَاعِ۔

جب کوئی تابعی یہ کہے کہ "وہ کرتے تھے" تو محدثین اور اہل اصول کے

اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ بھی باب مرفوع میں سے ہے۔ اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اطہر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوں کیا کرتے تھے اور یہی بات معلوم ہوتی تھی اور اسی کا اقرار کیا جاتا تھا دوسرا یہ کہ یہ چیز صرف صحابہ کرام تک منسوب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی کیئے بغیر اس قول کے مطابق یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خبر ہے اس طرح یہ کلام اجماع کی نقل کہلائے گا۔ (الفتاویٰ الکبری ج ۲ ص ۳۰)

کھانے کی چیزوں پر قرآن پڑھنا

پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ میت کو دعاء، تسبیح، قرآن خوانی، نماز، روزہ، حج اور صدقات مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اس بات کو ہم نے قرآن وسنت کے صریح ارشادات اور مخالفین کے اپنے بزرگوں کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں۔ فللہ الحمد۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ایصال ثواب کیلئے کھانا شرط ہے اور کھانے پر قرآن حکیم پڑھنا شرط ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کسی نے صرف کھانا پکا کر کسی کو کھلا کر اس کا ثواب

میت کو پہنچایا تب بھی جائز۔

اگر صرف قرآن حکیم پڑھ کر اس کا میت کو ثواب بخشا تب بھی جائز اگر کسی نے قرآن حکیم بھی پڑھا اور کھانا بھی پکایا لیکن کھانے پر قرآن حکیم نہیں پڑھا بلکہ الگ پڑھا اور ان دونوں چیزوں کا ثواب میت کو ہدیہ کیا تب بھی جائز۔

اور اگر کسی نے کھانا پکایا اور کھانا سامنے رکھ کر اوپر قرآن حکیم کی چند آیات بھی پڑھ دیں اور پھر اس طعام اور کلام الٰہی کا ثواب میت کو پہنچایا تب بھی جائز۔

ہاں ہاں.........

اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ جب تک کھانے پر قرآن حکیم کی چند مخصوص آیات نہ پڑھی جائیں اتنی دیر تک میت کو ثواب پہنچ ہی نہیں سکتا وہ درحقیقت شریعت مطہرہ پر افتراء کرنے والا ہے اس کو اپنے اس گندے عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیئے۔

اسی طرح......

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اگر صرف کھانے کا ثواب میت کو بھیجا جائے تو

پہنچے گا۔ اسی طرح اگر صرف قرآن خوانی کی جائے تو اس کا ثواب بھی پہنچے گا لیکن اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن اوپر پڑھا جائے تو ثواب نہیں پہنچے گا بلکہ ایسا کرنا بدعت اور گناہ ہوگا۔ یہ عقیدہ رکھنے والا بھی شریعت مطہرہ پر افتراء کرنے والا ہے ایسے شخص کو بھی ایسے گندے عقیدے سے توبہ کرنی لازم ہے۔

ہاں......

اگر کوئی اس گندے عقیدے پر اصرار کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ قرآن حکیم احادیث مبارکہ سے ایسی تصریح پیش کرے کہ قرآن حکیم اور طعام کا ثواب الگ الگ ہونے کی صورت میں تو میت کو پہنچے گا لیکن اگر کھانے پر قرآن حکیم پڑھا جائے تو گناہ ہوگا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ

اب آیئے قرآن وسنت سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں کہ......

قرآن حکیم کن لوگوں کیلئے باعث رحمت و برکت ہے اور کن لوگوں کو قرآن حکیم سن کر اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے۔

﴿خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے﴾

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۝ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل ۸۲)

ترجمہ:۔ اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو رحمت اور شفاء ہے ایمان والوں کے لئے اور وہ نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے مگر نقصان کو۔

قرآن حکیم سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مومن قرآن حکیم سنتے ہیں تو ان پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ان کے دلوں کو شفاء نصیب ہوتی ہے لیکن اگر اسی قرآن کو ظالم سنتے ہیں تو ان کے دلوں کی جلن میں اضافہ ہوتا ہے۔

اب غور فرمایئے!

شرع شریف نے کھانے پر قرآن حکیم پڑھنے کی ممانعت ہرگز نہیں فرمائی۔ اب اگر محض حصول برکت کیلئے قرآن حکیم کی چند آیات پڑھ دی جائیں تو سننے والا اگر دل میں جلن اور کڑھن محسوس کرے تو اسکو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے کہ کہیں وہ خسارہ پانے والوں میں تو شامل نہیں

۔اور اگر قرآن حکیم کی آیات سن کر اپنے دل میں ٹھنڈک اور فرحت محسوس ہو تو یہ ایمان کی نشانی ہے

اب چند احادیث مبارکہ بھی درج کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پر برکت کے لئے کچھ پڑھنا ناجائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ا:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَکَا اِلَیْهِ اَنَّ مَا فِیْ بَیْتِهٖ مَمْحُوْق " مِّنَ الْبَرَکَةِ فَقَالَ اَیْنَ اَنْتَ مِنْ آیَةِ الْکُرْسِیِّ مَاتُلِیَتْ عَلٰی طَعَامٍ وَّلَا اِدَامٍ اِلَّا اَنْمَی اللّٰهُ بَرَکَةَ ذَالِكَ الطَّعَامِ وَالْاِدَامِ ۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے گھر میں برکت کے نہ ہونے کی شکایت کی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم آیت الکرسی کیوں نہیں پڑھتے؟ جس کھانے یا سالن پر آیت الکرسی پڑھو گے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت پیدا فرمادیگا۔ (تفسیر در منثور جلد ا، ص ۳۲۳)

حدیث نمبر۲:

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰی الْاَنْصَارِیُّ نَامَعْنٌ" قَالَ عَرَضْتُ عَلٰی مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه علیه وسلّم ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَئٍ ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ، ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ، ثُمَّ دَسَّتْهُ فِیْ یَدِیْ وَرَدَّتْنِیْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ۔ قَالَ : فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلَیْهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ قَالَ: فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم : اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ ! فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ: بِطَعَامٍ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه علیه وسلم لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا، فَانْطَلَقُوْا، فَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلّم وَالنَّاسُ مَعَهٗ

وَلَيسَ عِندَنَا مَا نُطعِمُهُم، قَالَتْ أُمُّ سُلَيمٍ : اَللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ قَالَ:
فَانطَلَقَ اَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِىَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم،
فَاَقبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلى الله عليه وسلّم وَاَبُو طَلْحَةَ مَعَهٗ حَتّٰى
دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى الله عليه وسلّم هَلُمِّىْ يَا اُمَّ سُلَيمٍ
مَاعِندَكِ؟ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبزِ، فَأَمَرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه
وسلم فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيمٍ عُكَّةً لَهَا فَآ دَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ
رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُولَ ،ثُمَّ قَالَ
اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، فَأَكَلَ
الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَ شَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا قَالَ اَبُوْ
عِيسٰى : هذا حَدِيثٌ "صَحِيحٌ" ۔

سنن الترمذی ۔ کتاب المناقب، باب ٥ ۔فی آیات
اثبات نبوة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وما قد خصہ اللّٰہ عزوجل
بہٖ ۔ ص ٥٥٥/٥ ۔ طبع مکہ مکرمة ۔ص ٢٠٤/ ٢مطبوعہ
ایچ، ایم ، سعید ۔ کراچی ۔ (بخاری شریف ص ١/٥٠٥ ۔ مسلم شریف
ص ٢/١٧٩)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے جو ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی کے کونہ میں لپیٹ کر مجھے پکڑائیں اور باقی اوڑھنی مجھے اوڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں کافی لوگ موجود تھے۔ میں (نے معاملہ عرض تو نہ کیا) لیکن دوسرے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کھانا دے کر؟ میں نے پھر عرض کی جی ہاں: تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس حاضر لوگوں سے فرمایا اٹھو! حضرت انس فرماتے ہیں وہ سب چل پڑے تو میں ان کے آگے آگے چل کر ابوطلحہ کے پاس آ کر انہیں اس چیز کی خبر دی تو ابوطلحہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

دوسرے لوگ بھی آرہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جوان سب کو کھلا سکیں۔ حضرت ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم تیرے پاس جو کچھ ہے لے آ تو وہ وہی روٹیاں لے کر حاضر ہوئیں ۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ پھر ام سلیم نے ان روٹیوں کے ٹکڑوں پر (گھی) کی کپی اوندھا کر ان کو روغنی کردیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ٹکڑوں پر جو اللہ نے چاہا پڑھا ۔پھر ارشاد فرمایا دس شخصوں کو بلاؤ۔ وہ آئے اور سیر ہو کر کھا کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور لوگوں کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ پھر فرمایا دس اور لوگوں کو بلاؤ وہ بھی سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ غرض سب لوگ سیر ہو گئے اور یہ ۷۰ یا ۸۰ لوگ تھے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا:

ا:۔ کھانے پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے کچھ پڑھا

ب:۔ جس کھانے پر کچھ پڑھا گیا تھا اس میں ۷۰، ۸۰ گنا برکت پیدا ہوگئی

ج:۔ جب کھانے پر مطلقاً کلام پڑھنا ثابت ہوگیا تو کھانے پر کلام الٰہی پڑھنا بطریق اولیٰ ثابت ہو جائے گا۔

حدیث نمبر۳:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فَاِنْ نَسِیَ فِیْ اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَآخِرِہٖ ۔ ھذا حَدِیْث" صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

(مستدرک مع تلخیص ص ۱۰۸/۴)

ابوداؤد شریف۔ کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام حدیث نمبر ۳۷۶۷:

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ پس اگر کوئی کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ

پڑھنا بھول جائے تو اسے چاہئے کہ پڑھے بسم اللہ فی اولہ وآخرہ۔

اس حدیث سے کھانا سامنے رکھ کر مطلقاً پڑھنا ثابت ہو گیا۔

حدیث نمبر۴:۔

اِنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَاْکُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ (فَلَعَلَّکُمْ تَفْتَرِقُوْنَ)؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ یُبَارَكْ لَکُمْ۔

(ابوداؤد شریف ص۲/۱۷۲ کتاب الاطعمہ باب فی الاجتماع علی الطعام حدیث ۳۷۶۴)

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہو پاتے ۔فرمایا شاید تم الگ الگ کھانا کھاتے ہو۔انہوں نے عرض کیا ہاں۔تو ارشاد فرمایا ''مل کر کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لو تو تمہارے لئے اس کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی''

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ کھانے پر اگر خدا کا نام پڑھ لیا جائے تو کھانے میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔اسی طرح اگر پاک کھانے پر پاک خدا کا پاک کلام بھی پڑھ دیا جائے تو بھی رحمت ہی نازل

ہوگی گناہ نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر۵:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَالِساً وَرَجُل"
يَأكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتىٰ لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةً فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلىٰ
فِيْهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه
وسلم ثُمَّ قَالَ مَازَالَ الشَّيْطٰنُ يَأكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَاسْمَ اللّٰهِ
عزوجلَّ اِسْتَقَاءَ مَافِيْ بَطْنِهٖ

(ابوداؤد شریف ص ۲/۱۷۳۔ کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام حدیث
۳۷۶۸)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے اور ایک صاحب
کھانا کھارہے تھے انہوں نے بسم اللہ نہیں پڑھی یہاں تک کہ صرف ایک
لقمہ ہی کھانے سے باقی رہ گیا تھا کہ انہوں نے وہ لقمہ اپنے منہ تک اٹھایا
اور پڑھا بسم اللہ اولہٗ وآخرہٗ (اللہ ہی کے نام سے کھاتا ہوں اور شروع
سے اخیر تک) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا
شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تھا پھر جب اس نے اللہ کا

نام لے لیا تو شیطان نے اپنے پیٹ میں سب کچھ قے کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا:

ا۔ شیطان کا اس کھانے میں شریک ہونا پھر اللہ کے پاک نام کی وجہ سے قے کرنا غیبی امر تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے۔

ب۔ بسم اللہ اولہ وآخرہ کلام مصطفوی'' تھا اس اعتبار سے کہ یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہوئے تھے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ یہ الفاظ جو صحابی رسول نے کھانے پر پڑے تھے وحی غیر متلو کے الفاظ تھے۔ جب کھانے پر وحی غیر متلو میں سے پڑھنے سے اتنی برکت نازل ہوتی ہے تو وحی متلو (قرآن حکیم) میں سے پڑھنے سے کس قدر برکت نازل ہوگی

ج۔ سچ ہے پڑھائی والا کھانا شیطان کو ہضم نہیں ہوتا۔

خداوند قدوس بھی ارشاد فرماتا ہے

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (پ۸ الانعام ۱۱۸، ۱۱۹)

ترجمہ:۔ پس تم اگر اللہ کے کلموں کو مانتے ہو تو جن چیزوں پر خدا کا نام ذکر

ہوانہی کو کھاؤ۔اور خدا کا نام جن چیزوں پر ذکر کیا جائے ان کے نہ کھانے میں تمہارا کیا عذر ہے جبکہ خدا نے حرام چیزیں تم کو مفصل بتلادی ہیں۔

(ترجمہ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد ص ۱۷۰)

جس کھانے پر قرآن حکیم پڑھا جاتا ہے اس کھانے پر اللہ کا نام ضرور لیا جاتا ہے اور خدا کے کلموں کو ماننے والے ایسے کھانے کو بخوشی باعث برکت سمجھ کر کھا بھی لیتے ہیں۔

خداوند قدوس نے حرام اشیاء کو مفصل بیان فرمادیا ہے کوئی ابہام نہیں رکھا ہے۔جس کھانے پر قرآن حکیم پڑھ دیا جائے ایسے کھانے کو نہ تو اللہ نے کہیں حرام فرمایا ہے نہ ہی اس کے پیارے محبوب علیہ السلام نے ۔اس لئے ایسا کھانا کھانے میں کسی ایمان والے کو عذر نہیں ہونا چاہئے۔

حدیث نمبر ۶:

ابو جعفر محمد بن علی (امام محمد باقر) سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے قلب میں کچھ سختی وقساوت محسوس کرتا ہو اسے چاہئے کہ ایک کٹورے میں زعفران اور گلاب سے سورۃ یٰسین لکھ کر پی جائے۔

(شعب الایمان بیہقی۔ص ۲/۴۸۲۔الاتقان مترجم۔ص ۲/۵۱۲)

اگر کھانے پینے کی چیزوں پر قرآن حکیم پڑھنا حرام ہوتا تو امام محمد باقر جیسا عظیم امام ایسا نسخہ ہرگز بیان نہ فرماتے ۔ کیونکہ حدیث میں ہے: لَاشِفَاءَ فِی الْحَرَامِ

حدیث نمبر ۷: طبرانی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹا تھا تو آپ نے پانی اور نمک منگوا کر زخم پر ملنا شروع کر دیا اور آپ یہ سورتیں پڑھتے جاتے تھے قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ (الاتقان مترجم ص ۲/۵۱۲، شعب الایمان بیہقی ص ۲/۵۱۸)

حدیث نمبر ۸: ہم پہلے عبادات مالیہ کے ضمن میں حدیث نمبر ۶ بیان کر چکے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبے ذبح فرمائے اور ان پر قرآن حکیم میں سے دو متفرق آیات میں سے پڑھ کر اپنی امت کو ایصال ثواب بھی فرمایا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

جس کھانے کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے

(فتاویٰ عزیزی۔ص ۱۸۹۔مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

اگر شخصے بزے را خانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود او را ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست (تقریر ذبیح۔بحوالہ فتاویٰ رضویہ۔ص ۴/۱۹۴)

ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص گھر میں بکری اس لئے پالے کہ اس کا گوشت خوب ہو۔اس کو ذبح کر کے پکا کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلانے میں کوئی حرج نہیں۔

اب ہم آخر میں غیر مقلد دوستوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب ''الداء والدواء'' جس کو نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور نے کتاب التعویذات کے نام سے شائع کیا ہے۔ سے چند اقتباسات پیش کر دیتے ہیں۔شاید اس طرح وہ ہم پر فتویٰ بازی سے اپنی زبان اور قلم کو روک لیں۔چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں:

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے بر آمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں

پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ وکلمہ تمجید و درود سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے

(کتاب التعویذات المعروف الداء والدواء ص ۱۵۴)

تعیین عرفی

بسا اوقات مسلمان کوئی تاریخ مقرر کر کے مجلس ایصال ثواب منعقد کرتے ہیں تو کچھ متشدد حضرات اس پر بھی فتویٰ صادر فرما دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے حرام ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

یاد رہے کہ

مسلمان اگر کبھی دن مقرر کر کے مجلس ایصال ثواب منعقد کرتے ہیں تو صرف اپنی سہولت کیلئے۔

ہر گز ہر گز نہیں سمجھتے کہ صرف ایسی مقررہ تاریخ کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔آگے پیچھے نہیں اور نہ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ اس تاریخ کو ثواب زیادہ پہنچتا ہے اور اس کے علاوہ تاریخوں میں کم۔

''ہاں بعض اوقات بعض مناسبات کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔اس کی بحث الگ ہے۔امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

''آرے ہر عامی کہ ایں تعیین عادی را توقیت شرعی داند وگمان برد کہ ایصال ثواب در غیر ایں ایام صورت نہ بندد یا روانہ باشد یا ثواب ایں ایام از ایام دیگر اتم ست وافر بلاشبہ غلط کار د جاہل ودریں خاطی ومبطل ست۔اما ایں قدر گمان معاذ اللہ دراصل ایمان خلل نیا ردنہ موجب عذاب قطعی ووعید حتمی گردو۔(فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۲/۴)

ترجمہ:۔ ہاں ہر وہ آدمی جو کہ اس تعیین عادی کو توقیت شرعی سمجھ کر گمان کرے کہ ان دنوں کے علاوہ ایصال ثواب جائز نہ ہوگا یا ان دونوں

میں ثواب دیگر دنوں کی نسبت زیادہ ہوگا۔ بلاشبہ غلط کار، جاہل ہے اور وہ اس مسئلہ میں خطا پر ہے نہ کہ حق پر۔ لیکن صرف اتنے گمان سے نہ تو وہ بے ایمان ہو جائے گا اور نہ ہی عذاب قطعی اور وعید حتمی کا موجب۔

اب ہم آپ کی خدمت میں چند تصریحات پیش کر دیتے ہیں تاکہ بات واضح ہو جائے کہ کسی کام کیلئے اپنی سہولت کی خاطر وقت مقرر کرنا سنت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ بھی۔

بخاری شریف میں ہے:

حدیث نمبر۱:۔ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَ هُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَأتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللّٰه علیه وسلّم طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَّ عَشِیًّا

(صحیح بخاری۔ ص ۱/۳۰۷)

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین اسلام پر ہی پایا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہر روز بلاناغہ صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ایک مقررہ وقت پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر۲:۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خَرَجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ (صحیح بخاری۔ص۱/۴۱۴)

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جمعرات کے روز تشریف لے گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے ہی روز تشریف لے جانا پسند فرماتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیلئے ایک دن مقرر فرمایا ہوا تھا۔

حدیث نمبر۳:۔ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ (صحیح بخاری۔ص۱/۱۶)

ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک حکمت کے پیش نظر وعظ کیلئے ایک دن مقرر فرمایا ہوا تھا۔

حدیث نمبر۴:۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عليه وسلّم يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ (صحیح بخاری شریف۔ص ۱/۱۵۹۔باب من اتی مسجد قباء کل سبت)

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے روز مسجد "قباء" میں کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر تشریف فرما ہوتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حدیث نمبر۵:۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ" تَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِي أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيهِ شَحْمٌ" وَلَا وَدَكٌ" فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ ۔ (صحیح بخاری شریف۔ص ۱/۳۱۶)

ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ

کے دن بہت خوش ہوا کرتے تھے کیونکہ ایک بڑھیا مائی صاحبہ ہمارے لیے چقندر کی جڑیں لیتی جس کو ہم اپنی کیاریوں میں لگاتے تھے۔ ان جڑوں کو ایک ہنڈیا میں ڈالتی اور اس میں چند جو کے دانے بھی ڈال دیتی تھی۔ اس میں چربی یا چکنائی نہ ہوتی تھی۔ جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو اس مائی صاحبہ کے پاس ہم جاتے تو وہ ہمارے سامنے مذکورہ پکوان رکھ دیتی اس لیے ہمیں جمعہ کے دن کی بڑی خوشی ہوتی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

اس صحابیہ نے صحابہ کرام کی دعوت کا اپنی طرف سے اپنی سہولت کیلئے ایک دن مقرر فرمایا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ٦:۔ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَزُوْرُ قَبْرَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كُلَّ جُمُعَةٍ وَ عَلَّمَتْهُ بِصَخْرَةٍ۔ (تفسیر قرطبی۔ص ۳۸۱۔الجزء العاشر)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کے دن سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت فرماتیں اور آپ نے قبر انور پر

ایک پتھر بھی بطور نشانی رکھ دیا تھا۔

حدیث نمبر ۷:۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے "سَلَام عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔"

(جذب القلوب مترجم۔ص ۲۰۲۔ از حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ دن مقرر کر کے کسی نیک کام کا بجالانا نہ حرام ہے نہ بدعت۔

﴿ضروری نوٹ﴾ علماء اہل سنت اور علماء دیوبند میں جب مختلف مسائل میں نزاع پیدا ہوا تو اس وقت علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے سات مسائل کے متعلق اپنا فتویٰ بنام "فیصلہ ہفت مسئلہ" شائع فرمایا اگر تمام علماء اسی "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں درج مسائل میں حضرت حاجی صاحب کے طریقہ کو اختیار کرلیں تو کافی حد تک نزاع ختم ہوسکتا ہے۔ حاجی صاحب نے اس مسئلہ میں بھی فیصلہ فرمایا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ فاتحہ مروجہ

اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص وتعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے، یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہئیت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ جیسا بمصلحت، نماز میں سورت خاص معین کرنے کو فقیہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔

اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلا کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کے نیت کرلی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت، ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کیلئے عوام کو زبان سے بھی کہنا مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ ''یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ ''اس'' کا مشار الیہ، اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعاء ہے اگر کچھ کلام الٰہی پڑھا جاوے تو

قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔

"چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار"

(ولہذا) قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا دعاء کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا، کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذایہ حاصل ہو گئی۔

رہا تعیین تاریخ، تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سال ہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر، مصالح مذکورہ کے، ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں...... اور گیارہویں حضرت غوث پاک

قدس سرہ کی اور دسواں بیسواں چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ۔ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق رودلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سرمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب اس فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے۔ مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیحات ص ۱۳۴ تا ۱۴۰)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰه

بعضے متشددین غلو کی آخری حدوں کو پھلانگتے ہوئے یہاں تک بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس چیز پر بھی غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام نجس ہو جاتی ہے یہاں تک کہ خنزیر کے گوشت کی حرمت سے غیر اللہ کے نام والی چیز کی حرمت بڑھ جاتی ہے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ کی بھی کچھ وضاحت کر دیں تا کہ مشکوک ذہن بھی مطمئن ہو جائیں۔

ملاحظہ ہو

کوئی چیز بھی محض غیر اللہ کا نام آجانے سے حرام اور نجس نہیں ہو جاتی

کیونکہ اس طرح معاذ اللہ بہت سی چیزوں کو حرام اور نجس تسلیم کرنا پڑے گا مثلاً۔

(۱) قرآن حکیم کی اکثر سورتوں پر غیر اللہ کا نام آتا ہے۔ مثلاً سورۃ بقرۃ، آل عمران، نساء، المائدہ، الانعام وغیرہ۔

دیکھئے! کلام اللہ پر غیر اللہ کا نام آیا ہے لیکن پھر بھی یہ کلام مقدس ہے پاک ہے۔

(۲) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی ہے۔ اس کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانی۔ پس آپ نے ایک کنواں کھودا اور فرمایا ھذہ لام سعد کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

(ابوداؤد شریف کتاب الزکوٰۃ ص ۲۳۶/۱، شرح الصدور۔ ص ۱۲۸)

دیکھئے یہاں کنویں پر غیر اللہ (ام سعد) کا نام آیا ہے لیکن اس کی وجہ سے پانی نہ حرام ہوا نہ نجس۔

(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاؤُدَ ...... اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ

صَلوٰۃُ دَاوٗدَ ...... اللہ کی بارگاہ میں سب روزوں سے محبوب داوٗد علیہ السلام کا روزہ ہے...... اور اللہ کی بارگاہ میں سب نمازوں سے محبوب داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے۔

(بخاری شریف ۔ص ۱/۴۸۶۔ باب احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داوٗد احب الصیام الی اللہ صیام داوٗد)

دیکھئے روزہ اور نماز جو کہ اعلیٰ ترین عبادات میں سے ہیں اور کھانے پینے کی چیزوں سے بدرجہا بہتر۔ لیکن ان پر بھی غیر اللہ (حضرت داوٗد علیہ السلام) کا نام آیا ہے۔

(۴) کتب احادیث پر بھی غیر اللہ کا نام آیا ہے۔ مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی ،نسائی، ابوداوٗد، ابن ماجہ، موٗطا امام مالک، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی، دارقطنی، دارمی وغیرہ۔

(۵) مساجد جو کہ اللہ کی زمین میں بہترین جگہیں ہیں ان پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے۔ مثلاً مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، مسجد قبا، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد عثمان، مسجد علی، مسجد فاطمہ، مسجد بلال وغیرہ۔

(۶) عورتوں پر بھی غیر اللہ کا نام آیا ہے۔ ینساء النبی ، یااخت ہارون

وغیرہ

(۷) عام اشیاء پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے، زید کا بکرا، عمر کی گائے، اختر کی بھینس، انور کا اونٹ، اسلم کی کار، اکرم کا مکان وغیرہ۔

لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی محض غیر اللہ کا نام آنے سے حرام نہیں ہو جاتی۔

(۸) مکہ مکرمہ کے مشرک اپنے جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد کر کے چھوڑ دیتے تھے۔ ان پر چڑھنا، ان کا دودھ پینا اور انہیں ذبح کر کے کھانا حرام سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

(پ ۷۔ المائدة ۱۰۳)

ترجمہ مودودی:۔ اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور وصیلہ اور نہ حام۔ مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسے وھمیات کو مان رہے ہیں)

(تفہیم القرآن ص ۵۰۸-۵۰۹/۱)

غور فرمایئے! جب بحیرہ، سائبہ، وصیلۃ، اور حام جانوروں پر بتوں کا نام آنے سے یہ جانور حرام نہیں ہو جاتے تو بکرا، مرغ یا گائے وغیرہ پر اگر کسی خدا کے پیارے کا نام آجائے تو وہ کیسے حرام ہو سکتے ہیں۔

مشہور معاند مولوی غلام اللہ خاں لکھتا ہے:

"بعض مفسرین نے بحیرہ سائبہ وغیرہ کو نذر غیر اللہ میں داخل کر کے حرام قرار دیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے " لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ"

یعنی جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام مت کرو اور دوسری طرف فرمایا:" مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ الخ"

یعنی اللہ نے بحیرہ سائبہ وغیرہ کی تحریم کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ اس کی اجازت دی ہے۔ اس لئے یہ جانور حلال ہیں اور حلال ہی رہیں گے۔ بندوں کی تحریم سے حرام نہیں ہو سکتے۔" (جواہر القرآن ص ۱/۲۹۹)

ان چند سطور کے مطالعہ سے آپ پر بخوبی واضح ہو گیا کہ محض کسی خدا کے پیارے بندے کا نام آجانے سے چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ خواہ وہ

چیز کوئی جانور ہو یا کوئی اور چیز۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه کی صحیح تفسیر

مشہور مفسر و محدث امام بغوی فرماتے ہیں:

اَیْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِیْتِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ یَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِکْرِهَا فَجَرٰی ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِهِمْ حَتّٰی قِیْلَ لِکُلِّ ذَابِحٍ وَّاِنْ لَّمْ یُجْهَرْ بِالتَّسْمِیَةِ مُهِلٌّ" (معالم التنزیل علی هامش الخازن ص ۱/۱۴۰)

ترجمہ:۔ وما اھل بہ لغیر اللہ کا معنیٰ ہے۔وہ جانور بھی حرام ہے جس کو بتوں یا طاغوتوں کیلئے ذبح کیا گیا ہو۔

(اھل مشتق ہے اھلال سے) اور اھلال دراصل آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔ مشرکین مکہ جب اپنے معبودان باطلہ کیلئے جانور ذبح کرتے۔ اس وقت بلند آواز سے ان معبودان باطلہ کا نام لیتے۔ یہی ان کی عادت بن گئی۔ یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مہل کہنے لگے خواہ اس نے بوقت ذبح نام نہ بھی لیا ہو۔

معلوم ہوا!

اھلال کا اصطلاحی معنی ہی ''ذبح کرنا'' ہے۔ تو ما اھل بہ لغیر اللہ کا معنی ہوا

وہ جانور جس کو غیر اللہ کے نام پر یا غیر اللہ کے (تقرب) کیلئے ذبح کیا

گیا ہو

''امام بغوی کی تفسیر معالم التنزیل کے متعلق ابن تیمیہ کی رائے''

وَالْبغوِیُّ تَفْسِیْرُہٗ مُخْتَصَر'' مِنَ الثَّعْلَبِیِّ لٰکِنَّہٗ صَانٍ تَفْسِیْرُہٗ

عَنِ الْاَحَادِیْثِ الْمَوْضُوْعَۃِ وَالارآءِ الْمُبْتَدَعَۃِ۔

امام بغوی کی تفسیر ہے تو ثعلبی کا اختصار لیکن یہ تفسیر موضوع

حدیثوں اور بدعتی آراء سے محفوظ ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۳۵۴/۱۳)

کسی نے ابن تیمیہ سے پوچھا: اَیُّ التَّفَاسِیْرِ اَقْرَبُ اِلَی الْکِتَابِ

وَالسُّنَّۃِ ؟ الزمحشری ؟ ام القرطبی ؟ ام البغوی ؟ او غیر ھؤلاء؟

کون سی تفسیر کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہے۔ زمخشری یا

قرطبی یا بغوی یا ان کے علاوہ کوئی اور۔

اس کے جواب میں ابن تیمیہ نے کہا!

وَاَمَّا التَّفَاسِیْرُ الثَّلَاثَۃُ الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا فَاَسْلَمُھَا مِنَ الْبِدْعَۃِ

وَالْاَحَادِیْثِ الضَّعِیْفَۃِ ''اَلْبغوِیُّ''

جن تینوں تفاسیر کے متعلق پوچھا گیا ہے ان سب میں بدعت اور ضعیف حدیثوں سے محفوظ۔ بغوی کی تفسیر ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۳/۳۸۶)

امام المفسرین ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

وَاَمَّا قَوْلُهٗ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ یُعْنیٰ بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِلْاٰلِهَةِ وَالْاَوْثَانِ یُسَمّٰی عَلَیْهِ بِغَیْرِ اِسْمِهٖ اَوْقُصِدَ بِهٖ غَیْرُهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ وَاِنَّمَا قِیْلَ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِاَنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا اَرَادُوْا ذِبْحَ مَا قَرَّبُوْهُ لِاٰلِهَتِهِمْ سَمُّوْا اِسْمَ اٰلِهَتِهِمُ الَّتِیْ قَرَّبُوْا ذَالِکَ لَهَا وَجَهَرُوْا بِذَالِکَ اَصْوَاتَهُمْ فَجَرٰی ذَالِکَ مِنْ اَمْرِهِمْ عَلٰی ذَالِکَ حَتّٰی قِیْلَ لِکُلِّ ذَابِحٍ یُسَمِّیْ اَوْ لَمْ یُسَمِّ بِالتَّسْمِیَةِ اَوْ لَمْ یَجْهَرْ مُهِلٌّ" فَرَفْعُهُمْ اَصْوَاتَهُمْ بِذَالِکَ هُوَ الْاِهْلَالُ الَّذِیْ ذَکَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ

(جامع البیان ص ۲/۵۰)

ترجمہ:۔ ارشاد ربانی وما اھل بہ لغیر اللّٰہ کا معنی یہ ہے وہ جانور جن کو بتوں اور معبودان باطلہ کیلئے ذبح کیا جائے۔ حرام ہے۔ خواہ اس پر غیر اللہ یعنی بتوں کا نام لیا جائے یا ان کیلئے ذبح کیا جائے (جانوروں کیلئے)

وما اھل کا لفظ اس لئے فرمایا گیا کہ مشرکین جب اپنے معبودوں کیلئے جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے انہی معبودوں کا نام اس پر بلند کرتے۔ معاملہ یونہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مھل ہی کہہ دیا جاتا تھا خواہ اس نے نام لیا یا نہ۔ اور اگر نام لیا تو بلند آواز سے یا آہستہ۔ (ہر صورت میں ذبح کرنے والے کو مھل ہی کہا جاتا تھا)

پس ذبح کے وقت آواز بلند کرنے ہی کا نام اہلال ہے جس کا خداوند قدوس نے ذکر فرمایا۔ پس فرمایا: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

غور فرمایئے! امام ابن جریر کے نزدیک وما اھل بہ میں ما اپنے عموم پر نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد ہے جانور۔

اہل کو لغوی معنی مراد نہیں ہے بلکہ اصطلاحی معنی "ذبح کے وقت نام بلند کرنا" مراد ہے۔

ثابت ہوا

وما اہل بہ لغیر اللہ کا معنی ہے۔ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے بھی حرام ہے۔

نجدیوں کے امام ابن تیمیہ کی تفسیر ابن جریر کے متعلق بھی رائے

ملاحظہ فرمایئے اور اہلسنت کے موقف کی حقانیت کی گواہی دیجئے۔

وَاَمَّا التَّفَاسِیرُ الَّتِی فِی اَیدِی النَّاسِ فَاَصَحُّهَا "تَفسِیرُ مُحَمَّدِ بنِ جَرِیرِ الطَّبرِیّ" فَاِنَّهٗ یَذکُرُ مَقَالَاتِ السَّلَفِ بِالاَسَانِیدِ الثَّابِتَةِ وَلَیسَ فِیهِ بِدعَة"

لوگوں کے پاس جتنی تفاسیر ہیں ان سب میں صحیح تر محمد بن جریر الطبری کی تفسیر ہے۔ وہ سلف کے اقوال کو ثابت اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اس تفسیر میں بدعت بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۳/۳۸۵)

حضرت عبداللہ بن عباس، قتادہ، ضحاک، عطاء رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مَاذُبِحَ لِغَیرِ اللہ ۔ مَااُهِلَّ بِهٖ لِلطَّوَاغِیتِ

ترجمہ: ما اھل بہ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہیں جو غیر اللہ اور طاغوتوں کے (تقرب کے) لئے ذبح کئے جائیں۔

(تفسیر ابن جریر ص ۲/۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ عرصہ قبل بندۂ ناچیز نے ''ایصال ثواب'' کے موضوع پر چند صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ تحریر کیا تھا۔ جس پر ایک صاحب نے کہا کہ قرآن حکیم کا فرمان ہے کہ ''بندہ کو صرف اسی کی کمائی ملتی ہے۔''

آیات مبارکہ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ۔

یہ ایک امت ہے کہ گذر چکی ۔ان کیلئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ۔ (پ ۱، البقرۃ ۱۳۴)

لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ۔

ہماری کرنی ہمارے ساتھ تمہاری کرنی تمہارے ساتھ (پ ۱، البقرۃ ۱۳۹)

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش (پ ۲۷، النجم ۳۹)

اس مضمون کی دلیل ہیں۔

اور ایصال ثواب میں محنت، کمائی اور کوشش مرنے والے کی قطعًا نہیں ہوتی یہ ساری کمائی، محنت تو دوسروں کی ہوتی ہے اس لئے اس

ساری تگ ودو کامرنے والے کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

بندۂ ناچیز نے یہ مناسب سمجھا کہ ''ایصال ثواب'' کے نئے

ایڈیشن میں اس اعتراض کا بھی جواب عرض کردے تاکہ اگر کسی کے ذہن

شک بھی ہو تو نکل جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ایک ہے اللہ تعالیٰ کا عدل اور ایک ہے اللہ تعالیٰ کا فضل......

عدل کا تقاضا تو یہی کہ بندہ کو صرف اسی کی کمائی، محنت کا اجر ملے۔ اس کے علاوہ کچھ نہ ملے۔ جتنی محنت اتنا اجر......لیکن فضل کا تقاضا یہ ہے کہ جتنی محنت کی اس کا اجر بھی ملے اور اس کے علاوہ بھی۔

اب فضل الٰہی کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

نمبرا: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

جو ایک نیکی لائے اس کیلئے اس جیسی دس ہیں (پ ۸، الانعام ۱۶۰)

عدل کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس نے ایک نیکی کی اس کو اجر بھی ایک ملتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک نہیں بلکہ ایک کے بدلے میں دس گنا اجر عطا فرماتا ہے۔

نمبر۲: مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍط وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ: انکی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے اگائیں سات بالیں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

(پ ۳، البقرۃ ۲۶۱)

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کو بیان فرمایا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس ایک کے بدلے میں ایک نہیں، دس نہیں بلکہ اپنے فضل سے سات سو گنا عطا فرماتا ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ جس میں زیادہ خلوص ہو گا تو اللہ رب العزت اس پر اپنا فضل بھی زیادہ فرمائے گا کہ ایک کے بدلے میں چودہ سو گنا عطا فرماتا ہے اور پھر اس چودہ سو پر بس نہیں کی بلکہ واللہ واسع علیم بیان فرما کر اپنے فضل وکرم کی مزید وسعتوں کو ظاہر فرمایا۔

نمبر۳: قانون الٰہی تو یہ ہے کہ بندہ جتنے گناہ کرے اس کے مطابق سزا

ملے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ (پ ۸، الانعام ۱۶۰)

لیکن اللہ رب العزت کے فضل وکرم کو دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں (پ ۱۲، ھود ۱۱۴)

نیز ارشاد فرمایا: إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (پ ۱۹، الفرقان ۷۰)

ان آیات بیّنات سے معلوم ہوا کہ قانون الٰہی اور ہے فضل الٰہی اور۔ مسئلہ ایصال ثواب کا تعلق قانون الٰہی سے نہیں بلکہ فضل الٰہی کے ساتھ ہے۔

سوال: آپ نے فضل الٰہی کو ثابت کرنے کیلئے جتنی آیات پیش کی ہیں ان سے تو پتہ چلتا ہے کہ بندہ جب خود نیکی کرتا ہے، خود توبہ کرتا ہے تو تب اس پر فضل الٰہی ہوتا ہے۔ لیکن مسئلہ ایصال ثواب کا تعلق اپنے عمل کے

ساتھ نہیں بلکہ دوسرے کے عمل کے ساتھ ہے۔ اس لئے ایسی آیت پیش کی جائے جس سے ثابت ہو کہ دوسرے کے عمل کا فائدہ انسان کو پہنچ جاتا ہے۔

الجواب: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔ (پ ۲۷، طور ۲۱)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محنت اور کمائی تو نیک والدین کی ہو گی لیکن اس کا اجر، پھل مومن اولاد کو بھی ملے گا۔

''ایصال ثواب'' میں درج دلائل بھی اسی بات کے شاہد ہیں کہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے زندہ لوگوں کی نیکیوں کا اجر فوت شدگان کو بھی ملتا ہے۔